سپریم کورٹ رپوٹس۔[2003]۔ایس ۔یو ۔پی ۔پی۔2۔ایس۔سی۔آر

چیرمین، اسٹیٹ بینک آف انڈیا اور دیگر
بنام
آل اوریسا اسٹیٹ بینک آفسیرز ایسوسی ایشن اور دیگر

31جولائی2003

[کے۔جی۔بالاکرشنن اور بی۔این۔سری کرشنا، جسٹسز]

رکنیت کی تصدیق اور ٹریڈ یونینوں کی پہچان کے قواعد، 1994؛ قاعدہ 24:

غیر تسلیم شدہ اقلیتی انجمنوں کو نمائندگی کے حقوق دینے والے عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے خلاف بینک کی طرف سے دائر نظر ثانی درخواست۔منعقد، غیر تسلیم شدہ اقلیتی انجمنوں کو نمائندگی کے حق سے انکار تب بھی امتیازی سلوک کے مترادف نہیں ہوگا جب اس حق کو اکثریتی ایسوسی ایشن کو تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔چونکہ مرکزی حکومت درخواست گزار۔بینک کے سلسلے میں مناسب حکومت ہے، ریاستی حکومت کی طرف سے بنائے گئے قواعد بینک پر پابند نہیں ہیں۔عدالت کی توجہ موجودہ وسیع شکایات کے ازالے کی مشینری کی طرف نہیں دی گئی تھی۔نظر ثانی درخواست کی اجازت دی گئی، غیر اہم مسائل پر غور نہیں کیا گیا۔

جواب دہندہ نمبر 1-ایسوسی ایشن، بینک افسران کی ایک غیر تسلیم شدہ اقلیتی ایسوسی ایشن، عدالت عالیہ کے سامنے ایک مفادِ عامہ کی قانونی چارہ جوئی میں کامیاب ہوگئی تھی جس میں ٹریڈ یونین قاعدہ کی رکنیت کی تصدیق اور شناخت کے قواعد کے قاعدہ 24 کے مطابق کچھ حقوق فراہم کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔عدالت عالیہ نے قاعدہ 24 کے بنیادی اصول کو نافذ کرنے کے لیے نظر ثانی درخواست گزار۔بینک کو متنازعہ کی ایک عرضی جاری کی۔اس عدالت کے سامنے متاثرہ بینک کی اپیل مسترد کردی گئی۔اس لیے موجودہ نظر ثانی کی درخواستیں۔

نظر ثانی درخواست گزار کے لیے یہ دعوی کیا گیا کہ بینک کی طرف سے اقلیتی غیر تسلیم شدہ انجمنوں کو کچھ

حقوق سے انکار کرنا، جنہیں تسلیم شدہ اکثریتی انجمنوں کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا تھا، امتیازی سلوک کے مترادف نہیں ہوگا، لیکن اگر عطا کیا جاتا ہے تو یہ تسلیم شدہ یونینوں کے خلاف امتیازی سلوک کے مترادف ہوگا۔ کہ چونکہ موثر شکایات کے بندوبست کی مشینری موجود تھی، اس لیے عدالت عالیہ نے موجودہ اصول کو ختم کرنے کے لیے ناقابل اطلاق قاعدہ 24 سے اصول درآمد کرنا جائز نہیں تھا؛ کہ اس عدالت کے متنازعہ فیصلے میں ان عرضیوں کو نظرانداز کردیا گیا ہے؛ اور یہ کہ اگر اس طرح کے اصول کو ایک زون میں لاگو کیا جاتا ہے تو یہ سنگین صورتحال پیدا کرے گا۔ ہر طرف ردعمل۔

جواب دہندہ کی جانب سے، یہ پیش کیا گیا کہ یونین/ایسوسی ایشن کے نمائندہ کردار کا تعین کرنے کے لیے کسی قانونی شق کی عدم موجودگی میں، عدالت عظمیٰ اور عدالت عالیہ نے اقلیتی انجمنوں کو ایسے حقوق دیے ہیں جو انہیں آجر کے ساتھ بات چیت کرنے میں سہولت توضیع کرتے ہیں۔

نظرثانی کی درخواست اور اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے عدالت۔

منعقد:.1.1 کسی ٹریڈ یونین کا اپنے اراکین کی نمائندگی کرنے کا کوئی مشترکہ قانون حق نہیں ہے، چاہے وہ اجتماعی سودے بازی کے مقاصد کے لیے ہو یا اراکین کی انفرادی شکایات کے لیے۔ یہ خصوصی قوانین کے ذریعے مشترکہ قانون میں شامل کیا گیا ایک داخلی راستہ ہے۔ یا تو خصوصی قانون ذہنی طاقت سے کام کرتا ہے، یا ایسا نہیں کرتا ہے۔ کیس کے حقائق اور حالات میں، یہ غیر متنازعہ ہے کہ قاعدہ 24 (اے) جس پر مدعا علیہ ایسوسی ایشن اور عدالت عالیہ نے انحصار کیا ہے، اس کی کوئی درخواست نہیں ہے۔ یہ زیر غور فیصلے میں بھی قبول کیا جاتا ہے۔ بہر حال، مساوات، انصاف اور منصفانہ کھیل کے عمومی اصولوں پر زیر جائزہ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ اقلیتی ٹریڈ یونین کو بھی اپنے اراکین کی انفرادی شکایات کو اجاگر کرنے کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عدالت کی توجہ شکایات کے طریقہ کار کی وسیع مشینری کی طرف نہیں دی گئی جو موجود تھی اور تفصیلات ریکارڈ پر رکھی گئی ہیں۔[33-ای-جی]

1.2۔ یہ نہیں مانا جا سکتا کہ اقلیتی یونین کو نمائندگی کے حق سے انکار کرنا، جب اس طرح کا حق اکثریتی یونین کو بھی نہیں دیا جاتا ہے، تو یہ امتیازی سلوک کے مترادف ہے جس کے لیے عدالت عالیہ کے ہاتھوں ازالہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ عدالت عالیہ کے لیے یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ آرٹیکل 226 کے تحت اپنے اختیارات کا

استعمال کرتے ہوئے کسی آجر کو شکایت کے طریقہ کار میں نمائندگی کا ایسا نظام وجود میں لانے کی ہدایت کرے۔ من مانی یا امتیازی سلوک کی عدم موجودگی میں، عرضی دائرہ اختیار کے استعمال میں مداخلت کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔[B-A-34؛H-33]

1.3۔ جائزہ درخواست گزار بینک کے سلسلے میں مناسب حکومت مرکزی حکومت ہے اور ریاستی حکومت کی طرف سے بنائے گئے قوانین کو اس کے خلاف نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ زیر غور فیصلے میں ان اہم مسائل پر غور نہیں کیا گیا تھا، اس لیے معاملے کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے پر، متنازعہ فیصلوں کو الگ کر دیا جاتا ہے۔[34-سی-ڈی]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار :2002 کی دیوانی اپیل نمبر 3337-3338 میں 2002 کی درخواست (C) نمبر 1111-1112 کا جائزہ لیں۔

1997 کے او جے سی نمبر 8863/1999 کے سی آر نمبر 15 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے مورخہ 24.11.1998/27.3/99 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست گزاروں کی طرف سے ایڈیشنل سالیسیٹر مکل روہتگی، ہریش این سالوی اور سنجے کپور۔

مداخلت کے لیے راجیو دھون، مسز شبھرا کپور، سنجیو کمار اور بی کے ستیجا۔

جواب دہندہ کی طرف سے آر این تریویدی، ایڈیشنل سالیکٹر جنرل، محترمہ سنیتا شرما اور محترمہ سشما سوری۔

جواب دہندہ نمبر 1 کے لیے ذاتی طور پر۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

سری کرشنا، جسٹس   یہ نظر ثانی درخواستیں اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی طرف سے دائر کی گئی ہیں جو 2002 کے دیوانی اپیل نمبر 3337-3338 میں ناکام اپیل کنندہ ہے۔

جن حالات میں موجودہ نظر ثانی کی درخواستیں اٹھتی ہیں، مختصر طور پر بیان کی گئی ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

جائزہ درخواست گزار ایک قومی بینک ہے اور جواب دہندہ نمبر 1، آل اڑیسہ اسٹیٹ بینک آفیسرز ایسوسی ایشن (جسے اس کے بعد "جواب دہندہ ایسوسی ایشن" کہا جاتا ہے) کو ایک رجسٹرڈ غیر تسلیم شدہ یونین کہا جاتا ہے جو اڑیسہ سرکل میں 9 فیصد سے بھی کم افسران کی نمائندگی کرتی ہے، جس کی رکنیت اڑیسہ سرکل میں درخواست گزار بینک کے صرف 300 افسران کی ہے جبکہ کل تعداد تقریبا 2900 افسران کی ہے۔ ایسوسی ایشن نے اڑیسہ عدالت عالیہ، کٹک میں ایک مفادِ عامہ کی عرضی دائر کی جس میں ایک اور یونین کے عہدیداروں کے ساتھ برابری کا دعوی کیا گیا جسے اسٹیٹ بینک آف بھارت   آفیسرز ایسوسی ایشن کے نام سے جانا جاتا ہے، جسے پٹیشنر بینک کی انتظامیہ نے اجتماعی سودے بازی کے مقصد سے تسلیم کیا تھا۔ مذکورہ درخواست میں مدعا علیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے پیش کی گئی بنیادی شکایت یہ تھی کہ درخواست گزار بینک نے ان کے خلاف دشمنانہ امتیازی سلوک کی حکمت عملی اپنائی تھی اور دوسری یونین کے لیے ناجائز احسان کر رہا تھا جو افسران کی اکثریت کی نمائندگی کرنے کا دعوی کرتی ہے۔

24.11.98 کے فیصلے کے ذریعے عرضی درخواست کی اجازت دی گئی تھی۔
دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل ہدایت کاری:-

"مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر ہم 1997 کے اسٹاف سرکلر نمبر 91 کے پیراگراف 2 کو ایک طرف رکھتے ہیں اگر وہ اب بھی نافذ ہے اور مخالف فریقوں کو درخواست گزار ایسوسی ایشن کو ایسے حقوق دینے کی ہدایت کرتے ہیں جو تصدیق کے قواعد کے قاعدے 24 کے تحت ان کے لیے دستیاب ہیں۔

اسٹیٹ بینک آف بھارت   کی انتظامیہ کو یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ملازمین، افسران اور ان کی یونینوں، جو تسلیم شدہ یا غیر تسلیم شدہ ہیں، سے نمٹنے کے دوران اس فیصلے میں کیے گئے مشاہدات کو ذہن میں رکھے۔

عدالت عالیہ سے پہلے، مدعا علیہ ایسوسی ایشن نے اصولوں کے ایک سیٹ پر انحصار کیا تھا جسے "دی رولز فار تصدیق آف ممبر شپ اینڈ ریگیلیشن آف ٹریڈ یونینز قواعد، 1994" کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس کے قاعدہ 24 کا خاص حوالہ دیا گیا جو غیر تسلیم شدہ یونینوں کو کچھ حقوق فراہم کرتا ہے۔ ریکارڈ سے یہ واضح نہیں ہے کہ قانون کی کس توضیع تحت مذکورہ بالا قواعد تجویز کیے گئے ہیں۔نظر ثانی درخواست گزار کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل، اور ذاتی طور پر پیش ہونے والا مدعا علیہ، مذکورہ قواعد کی قانونی افادیت پر روشنی ڈالنے سے قاصر تھے۔کسی بھی صورت میں، عدالت عالیہ نے خود اپنے فیصلے میں محسوس کیا تھا کہ قوانین قانون کی کسی بھی توضیع تحت پابند نہیں تھے، اور یہ حقیقت بار میں متنازعہ نہیں ہے۔اس مؤقف کے باوجود کہ یہ قواعد پابند نہیں تھے، عدالت عالیہ نے مؤقف اختیار کیا کہ قاعدہ 24 کے پیچھے کی روح اور اصول ایک صحت بخش تھا اور اس لیے درخواست گزار بینک کو مدعا علیہ ایسوسی ایشن کو اجازت دینی چاہیے، حالانکہ یہ غیر تسلیم شدہ ہے، آجر یا آجر کے ذریعہ مقرر کردہ شخص سے اس کی خدمت کی شرائط سے متعلق انفرادی ممبروں کی شکایات پر ملاقات اور تبادلہ خیال کرنے کی اجازت دینی چاہیے۔اس استدلال پر، عدالت عالیہ نے ریویو پٹیشنر بینک کو متنازعہ کی ایک عرضی جاری کی جس میں اسے ہدایت کی گئی کہ وہ قاعدہ 24 (اے) کے اصولوں کو نافذ کرے، اگر شقیں نہیں۔اس ہدایت کو 2002 کے دیوانی اپیل نمبر 3337-3338 میں چیلنج کیا گیا تھا۔ان سول اپیلوں کو اس عدالت کے 6 مئی 2002 کے فیصلے کے ذریعے خارج کر دیا گیا تھا۔فیصلے میں خاص طور پر عدالت عالیہ کے اس مشاہدے کو درج کیا گیا ہے کہ اگرچہ تصدیق کے قواعد کا قاعدہ 24 خود لاگو نہیں ہوتا ہے، لیکن اس اصول کے پیچھے کا اصول کسی بھی عام، غیر تسلیم شدہ یونین تک بڑھایا جا سکتا ہے، چاہے وہ کارکنوں کا اتحاد ہی کیوں نہ ہو۔فیصلے میں یہ بھی مشاہدہ کیا گیا کہ بھارتیہ ٹریڈ یونینز ایکٹ کے تحت قواعد ٹریڈ یونینوں کو تسلیم کرنے کے معاملے میں من مانی، تعصب اور تعصب سے بچنے کے لیے بنائے گئے تھے، اس میں تجویز کردہ طریقہ کار کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ کون سی ٹریڈ یونین واقعی میں ملازمین کی اکثریت کی حمایت حاصل کرتی ہے اور اس طرح کے طریقہ کار کا مقصد ٹریڈ یونین اور آجر دونوں کو اجتماعی سودے بازی کو موثر طریقے سے جاری رکھنے کے قابل بنانا ہے تاکہ صنعتی امن برقرار رہے اور اسٹیبلشمنٹ کا کام معمول کے مطابق چل سکے۔بنچ نے صنعت میں متعدد ٹریڈ یونینوں کے وجود میں آنے کے امکان کا نوٹس لیا اور اس کا خیال تھا کہ اگرچہ اس طرح کی غیر تسلیم شدہ یونینوں کو عام طور پر کارکنوں سے متعلق مسائل پر آجر کے ساتھ اجتماعی سودے بازی کے عمل میں حصہ لینے کا حق نہیں ہے، لیکن انہیں آجر یا اس کی طرف سے مقرر کردہ کسی بھی شخص سے ملنے اور بات چیت کرنے کا حق ہے۔اس لیے فیصلے میں یہ مشاہدہ کیا گیا:-

"اس لیے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انتظامیہ/آجر انفرادی اراکین کی سروس کی شرائط اور اس سے متعلق دیگر

معاملات میں غیر تسلیم شدہ یونین کے ساتھ بات چیت کرنے سے یکسر انکار نہیں کرسکتا۔

بالمیر لاری ورکرز یونین، بمبئی ایڈ اینڈر بنام بالمیر لاری اینڈ کمپنی لمیٹڈ اور دیگران [1985] 2 ایس سی آر 492 میں اس عدالت کے فیصلے کو دیکھنے کے بعد اس عدالت نے مشاہدہ کیا:

"عرضی درخواست کو نمٹانے والے عدالت عالیہ کے فیصلے اور انتظامیہ کی جانب سے دائر نظر ثانی پٹیشن کو نمٹانے کے حکم سے یہ موقف واضح ہوتا ہے کہ غیر تسلیم شدہ ایسوسی ایشن میں شامل حقوق اور مراعات انفرادی اراکین کی شکایات کی حمایت کرنے تک محدود ہیں جو ان کی سروس کی شرائط سے متعلق ہیں اور آجر کے زیر اہتمام گھریلو یا محکمہ جاتی انکوائریوں میں ان کی نمائندگی کرتے ہیں اور مصالحتی افسر، لیبر کورٹ، انڈسٹریل ٹریبونل یا ثالث کے سامنے کارروائی نہیں کرتے ہیں۔ عدالت عالیہ نے غیر تسلیم شدہ یونین کو تمام کارکنوں سے متعلق عام مسائل سے متعلق بات چیت میں حصہ لینے کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا ہے۔"

نظر ثانی درخواست گزار نے حمایت میں دو نکات پر زور دیا ہے۔ پہلا یہ کہ یہاں تک کہ اکثریتی یونین کو بھی انفرادی شکایات کے حوالے سے گفت وشنید یا نمائندگی کا حق نہیں ہے اور یونین کے اس حق سے انکار، جو تسلیم شدہ طور پر ایک اقلیتی یونین تھی، کو شاید ہی امتیازی سلوک کہا جا سکتا ہے جیسا کہ عدالت عالیہ نے فرض کیا ہے۔ اس کے برعکس، اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اقلیتی یونین کو اس طرح کا خصوصی حق دینا امتیازی سلوک کو ختم کرنے کے مترادف ہوگا۔ دوم، یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ عام قانون میں کسی آجر پر یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ یونین کو انفرادی ملازمین کی نمائندگی کا حق عطا کرے اور جب تک کہ اس طرح کی توضیعی کسی قانون یا قانونی قواعد کے ذریعے واضح طور پر نہ کی جائے، آجر ایسا کوئی حق دینے کا پابند نہیں ہے۔ عدالت عالیہ نے پایا ہے کہ 1994 کے تصدیق کے قواعد لاگو نہیں ہوتے ہیں۔ کسی بھی صورت میں، اسٹیٹ بینک نے ایک سرکاری شعبے کے بینک کے طور پر اپنی موثر شکایات کے بندوبست کی مشینری بنائی تھی اور عدالت عالیہ کے لیے اس بات کا کوئی جواز نہیں تھا کہ وہ شکایات کے ازالے کی مشینری کو ختم کرنے کے لیے لاگو نہ ہونے والے قواعد کے قاعدہ 24 سے اصول، اگر کوئی ہو، درآمد کرے جو پہلے سے موجود تھا۔ درخواست گزار کا دعوی ہے کہ ان عرضیوں کو فیصلے میں نظر انداز کر دیا گیا ہے، جس پر نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا، نظر ثانی کی درخواست۔

اسٹیٹ بینک آف انڈیا آفیسرز ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری کی طرف سے دائر دیوانی اپیل میں جوابی

بیان حلفی کا حوالہ اس حقیقت کو سامنے لاتا ہے کہ، طویل مشق اور استعمال کے معاملے کے طور پر، دوطرفہ تعلقات صرف اکثریت/تسلیم شدہ انجمنوں کے ساتھ برقرار رکھے گئے تھے، لیکن انفرادی شکایات سے متعلق مسائل کو شکایات کے ازالے کے طریقہ کار کے بذریعے نمٹا جاتا تھا کیونکہ ان پر اکثریت/تسلیم شدہ انجمنوں کے ساتھ تبادلہ خیال نہیں کیا گیا تھا۔ مذکورہ بیان حلفی انفرادی شکایات کے ازالے کے حوالے سے شکایات کے طریقہ کار کو ریکارڈ پر رکھتا ہے۔ مذکورہ شکایات کے طریقہ کار (ضمیمہ اے 2) کا جائزہ واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ انفرادی شکایات سے نمٹنے کا تین درجے کا نظام موجود ہے۔ سب سے پہلے، اس محکمے یا دفعہ یا برانچ کے سلسلے میں ایک انفرادی شکایت ابتدائی اتھارٹی کو کی جانی چاہیے جس میں افسر براہ راست کام کر رہا ہے۔ اگر مقررہ وقت کے اندر اطمینان فراہم کرنے یا فیصلہ دینے میں ناکامی ہوتی ہے تو اپیلٹ اتھارٹی کو اپیل کی جا سکتی ہے۔ اگر اپیلٹ اتھارٹی کی طرف سے مقررہ وقت کے اندر کوئی فیصلہ نہیں دیا جاتا ہے، تو شکایت کو شکایت کمیٹی کو بھیجا جا سکتا ہے جس میں بینک کے دو نمائندے اور سپروائزنگ اسٹاف ایسوسی ایشن کے نامزد کردہ سپروائزنگ اسٹاف کے دو نمائندے شامل ہوں۔ مذکورہ کمیٹی کے اراکین کی اکثریت کا فیصلہ غالب رہے گا۔ شکایات کا یہ طریقہ کار اس حقیقت کو سامنے لاتا ہے کہ افسران کی انفرادی شکایات پر بحث کرنے کا مراعات یہاں تک کہ زیادہ تر افسران کی نمائندگی کرنے والی ٹریڈ یونینوں کو بھی نہیں دیا گیا ہے۔

شکایات کے طریقہ کار کے تحت تمام کارروائیوں میں، متعلقہ افسر خود پیش ہو سکتا ہے یا اس کے علاوہ اس کے مقدمے کی نمائندگی کوئی ساتھی کر سکتا ہے۔ یہ اہمیت کا حامل ہے کہ کسی بھی یونین کے نمائندے کی اجازت نہیں ہے۔ شکایات کا موجودہ طریقہ کار گزشتہ کئی دہائیوں سے آسانی سے کام کر رہا ہے۔ درخواست گزار بینک کی طرف سے دائر جوابی بیان حلفی میں کئی سرکلر بھی ریکارڈ پر رکھے گئے ہیں جن کے ذریعے شکایات کا طریقہ کار نافذ کیا گیا ہے۔ یہ شکایات کے طریقہ کار کے تحت حل کی جانے والی شکایات کی نوعیت، شکایات کے نمٹارے کا طریقہ، اپیل اور شکایات کمیٹی کے ذریعے شکایات پر غور کرنے کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔ شکایات کے طریقہ کار کے سرکلرز واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سرکاری سروس کو چلانے والی شرائط وضوابط کے مطابق کی گئی کوئی بھی تادیبی مذکورہ طریقہ کار کے تحت کارروائی کی جانے والی شکایت نہیں ہوگی۔ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ تادیبی مقاصد کے لیے افراد کے تادیبی کی جانے والی کوئی بھی کارروائی شکایت کے طریقہ کار کی مشینری کے تحت انفرادی شکایت کا موضوع نہیں بن سکتی اور نہ ہی بن سکتی ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ آجر کی طرف سے تسلیم شدہ یونین، جو متعلقہ حلقے میں ملازمت کرنے والے 90 فیصد سے زائد افسران کی نمائندگی کرتی ہے، کو بھی شکایات کی کارروائی میں اپنے اراکین کی نمائندگی کرنے کا یہ مراعات نہیں دیا گیا تھا۔ جہاں تک اس طرح کی کارروائی میں نمائندگی کا تعلق ہے، یہ کسی

شریک ملازم یا شریک افسر تک محدود ہے، چاہے مجرم ملازم/ افسران کی ٹریڈ یونین سے وابستگی کچھ بھی ہو۔

تاہم، مدعا علیہ ایسوسی ایشن کے لیے، یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے جس کے تحت اکثریتی ایسوسی ایشن کے نمائندہ کردار کا تعین کیا گیا ہو۔ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ کوئی قانونی شق نہیں ہے، جو یہ توضیع کر سکے کہ مقابلہ کرنے والی ٹریڈ یونینوں میں سے کون سی واقعی متعلقہ ملازمین کی نمائندگی کرتی ہے۔ ان حالات میں، یہ زور دیا جاتا ہے کہ عدالت عالیہ کے فیصلے میں ایک معقول نظریہ اختیار کیا جائے، یعنی کہ غیر تسلیم شدہ ٹریڈ یونینوں کو بھی افراد کی نمائندگی کرنے اور آجر کے ساتھ بات چیت کر کے اپنی شکایات کو ظاہر کرنے کا حق دیا جانا چاہیے جو کہ 6 مئی 2002 کے اس عدالت کے فیصلے میں قطعی طور پر قبول کیا گیا ہے اور اس کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ فیصلے پر نظر ثانی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کسی ضرورت سے بھی کم۔

ہمارے خیال میں، نظر ثانی درخواست گزار کے وکیل کی طرف سے زور دیا گیا دلیل خوبی رکھتا ہے اور اسے قبول کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی ٹریڈ یونین کا اپنے اراکین کی نمائندگی کرنے کا کوئی مشترکہ قانون حق نہیں ہے، چاہے وہ اجتماعی سودے بازی کے مقاصد کے لیے ہو یا اراکین کی انفرادی شکایات کے لیے۔ یہ خصوصی قوانین کے ذریعے مشترکہ قانون میں شامل کیا گیا ایک داخلی راستہ ہے۔ یا تو خصوصی قانون پروپریو طاقت سے کام کرتا ہے، یا ایسا نہیں کرتا ہے۔ ہمارے سامنے کی صورتحال میں، یہ غیر متنازعہ ہے کہ قاعدہ 24 (اے) جس پر مدعا علیہ ایسوسی ایشن اور عدالت عالیہ نے انحصار کیا ہے، اس کی کوئی درخواست نہیں ہے۔ یہ زیر غور فیصلے میں بھی قبول کیا جاتا ہے۔ بہر حال، مساوات، انصاف اور منصفانہ کھیل کے عمومی اصولوں پر زیر جائزہ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ اقلیتی ٹریڈ یونین کو بھی اپنے اراکین کی انفرادی شکایات کو اجاگر کرنے کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ایسا کرتے ہوئے اس عدالت کی توجہ شکایات کے طریقہ کار کی وسیع مشینری کی طرف نہیں دی گئی جو موجود ہے اور جس کی تفصیلات ریکارڈ پر رکھی گئی ہیں۔

معاملے کو اس کے پورے تناظر میں غور کرنے کے بعد، ہم نظر ثانی درخواست گزار کی عرضیوں سے اتفاق کرنے کے لیے مائل ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اقلیتی یونین کو نمائندگی کے اس طرح کے حق سے انکار کرنا، جب اس طرح کا حق اکثریتی یونین کو بھی نہیں دیا جاتا ہے، تو یہ امتیازی سلوک کے مترادف ہے جس کے لیے عدالت عالیہ کے ہاتھوں ازالے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عدالت عالیہ کے لیے یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ آرٹیکل 226 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کسی آجر کو شکایت کے طریقہ کار میں نمائندگی کا ایسا نظام وجود میں لانے کی

ہدایت کرے۔من مانی یا امتیازی سلوک کی عدم موجودگی میں، ہمارے فیصلے میں، عرضی دائرہ اختیار کے استعمال میں مداخلت کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔شری سالوے نے نظر ثانی درخواست گزار کے لیے زور دیا ہے کہ ایک زون میں اس طرح کے اصول کا اطلاق پورے ملک میں سنگین اثرات پیدا کر سکتا ہے، کیونکہ بینک کی شاخیں پورے ملک میں ہیں۔ہم نے یہ بھی محسوس کیا کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے سلسلے میں موزون حکومت مرکزی حکومت ہے اور ریاستی حکومت کی طرف سے بنائے گئے قوانین کو اس کے خلاف نافذ نہیں کیا جا سکتا۔معاملے کے تمام پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ نظر ثانی کی درخواستوں کی اجازت دی جانی چاہیے، کیونکہ زیر غور فیصلے میں ان اہم مسائل پر غور نہیں کیا گیا تھا۔

نتیجے میں، ہم نظر ثانی کی درخواستوں کی اجازت دیتے ہیں اور 6 مئی 2002 کے فیصلے کو یاد کرتے ہیں۔نتیجتاً، دیوانی اپیل نمبر 3337-3338/2002 میں 6 مئی 2002 کا فیصلہ واپس لے لیا گیا ہے۔دیوانی اپیل نمبر 2002 کے 3337-3338 کی اجازت ہے اور اڑیسہ عدالت عالیہ، کٹک کے فیصلوں کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔وہ عرضی درخواستیں جن سے مذکورہ فیصلے سامنے آئے ہیں، مسترد کر دی جاتی ہیں۔

کوئی اخراجات نہیں۔

ایس۔کے۔ایس۔

جائزے کی درخواستوں اور اپیلوں کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:42
I am the author of this
document